ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

محمد اشرف
لیکچرار، شعبہ اُردو، ایمرسن یونیورسٹی ملتان
محمد اظہر
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

جیلانی کامران کی طویل نظم "باغِ دنیا": ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Ashraf
Lecturer, Department of Urdu, Emerson University, Multan.
Muhammad Azhar
Ph.D Scholar, Department of Urdu, B.Z.U Multan.

Jillani Kamran's Longest Poem 'Bagh-e-Dunya': A Critical Study

Jillani Kamran is known as a representative poet of Modern Urdu Poetry due to his long poems. His Poems 'Yemen ka Shair Janoobii France Main', 'Abe namer', 'Naqsh-e-Kaf-e-Pa' and 'Baghe-e-Dunya' are considered very important as they explicitly portray the significant elements of Islamic culture and civilization. His longest poem 'Bagh-e-Dunya' sees the revolution of Iran as a symbolic event that can be considered the revival (renaissance) of Islam if modern thought can be utilised in the Islamic world to achieve revolutionary changes. This poem contains the essence of all the events that occurred on a national and international level; they include modernism, existentialism, loneliness, individual struggle, the ethos of Islamic and western societies and cultures, and the dominance of western civilization. Moreover, Bagh-e-Dunya vibrantly depicts various scenarios, colours, and tastes of our life and world that are rooted in the thoughts of Islamic culture and civilization.

Keywords: *Jillani Kamran, Bagh-e-Dunya, modernism, renaissance, revival, existentialism, loneliness.*

جدید اُردو نظم میں طویل نظم کا سلسلہ حالیؔ، حفیظ جالندؔھری، اقبالؔ، ن۔م۔راشدؔ،ضیاء جالندؔھری، کمار پاشیؔ، اختر الایمانؔ،ڈاکٹر سعادت سعید،وزیر آغاؔ کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح جیلانی کامران کے ہاں بھی "یمن

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کا شاعر جنوبی فرانس میں"، ابی نمر، نقشِ کفِ پا اور باغِ دنیا جیسی نظمیں طویل نظموں کا سلسلہ ہیں۔ طویل نظم بنیادی طور پر مختلف حصوں پر مشتمل ہوتی ہے جسے "کانتوز" بھی کہا جاتا ہے۔ طویل نظم کی واضح تعریف کسی نقاد نے نہیں کی۔" جدید شاعری کے بارے میں جہاں کئی اور متنازعہ امور ہیں جن پر کہیں غلط فہمی کی تہ چڑھی ہوئی ہے تو کہیں تجاہلِ عارفانہ کی دھند! وہاں جدید شاعری میں طویل نظم کے متعلق بھی اذہان صاف نہیں ہیں۔ ہماری تنقید اس معاملے میں ابھی تک اس کی حدود متعین نہیں کر پائی۔"(۱)

۱۹۶۰ء کے بعد طویل نظم بڑی اہمیت اختیار کر جاتی ہے اوراسے ایک نئے شعری تجربے کے طور پر ان نظموں میں تجربے کے ساتھ ساتھ نہ صرف نئے اسالیب کو برتا گیا بلکہ اجتماعی تجربوں کے لیے انفرادی ہیئتوں کی تلاش میں بھی تنوع ملتا ہے۔ بہر حال طویل نظم کی تعریف کوئی بھی کی جائے لیکن مختصریوں تعریف کی جاسکتی ہے۔
"چھوٹی (مختصر) نظم کی Poetics کم و بیش وہ ہے جو افسانے کی ہے اور طویل نظم کی شعریات کم و بیش وہ ہے جو ناول کی ہے۔"(۲)

جیلانی کامران کی طویل نظم "نقش کف پا" کی طرح دوسری طویل نظم "باغ دنیا" ہے جو ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی تھی جو ۸۶ صفحات پر مشتمل ایک ہی نظم مکمل شعری مجموعہ ہے۔ یہ طویل نظم چھ حصّوں پر مشتمل ہے جن کو منزل اوّل، منزل دوم، منزل سوم، منزل چہارم، منزل پنجم اور چھٹے حصّے کو منزلِ تمام سے لکھا ہے اور ہر منزل میں مختلف عنوانات سے نظم کو مکمل کرتے ہیں۔ جیلانی کامران کی یہ طویل نظم "باغ دنیا" خالصتاً اسلامی نشاۃ الثانیہ کا اظہار ہے ،جو انقلابِ ایران کے حوالے سے امام خمینی سے منسوب ہے۔ شاعر نے بڑے خوبصورت انداز سے انقلابِ ایران کی جدوجہد اور اس کی کامیابی کو نہ صرف خوش آمدید کہا ہے، بلکہ اس انقلاب کو علامت بنا کر عالم اسلام کی مضبوطی کے طور پر دوبارہ آمد قرار دیا ہے۔ اِس شعری مجموعے کے آغاز میں جیلانی کامران نے اپنے پہلے شعری مجموعے "استانزے" کی ایک نظم تحریر کی ہے جس میں وہ خدا تعالیٰ سے نئی صبح اور نئی روشنی کی دعا و خواہش کرتا نظر آتا ہے۔ چونکہ یہ زمانہ افراتفری کا تھا اور عالمی سطح پر روس کا افغانستان پر قبضہ کرنے کی کوشش' عراق کا ایران پر جنگی حملہ، امریکا کا پاکستان کے ذریعے روس کے خلاف افغانستان میں سرد جنگ کا آغاز، پھر انقلابِ ایران جس میں امریکی کٹھ پتلی رضا شاہ پہلوی کا ایران کی تہذیب کو مغربی تہذیب کی یلغار کی طرف لے جانا، لیکن امام خمینی کا ایران کی عوام اور ان کی تہذیب کو مغربی یلغار سے بچا کر اسلامی انقلاب برپا کرنا، اس سے کہیں زیادہ پاکستان میں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت کا قائم ہونا، یہ اور دیگر ملکی اور بین الاقوامی سطح پر نمودار ہونے والے واقعات نے جیلانی کامران جیسے پڑھے لکھے جدید ذہن رکھنے والے شاعر کے لیے نئی سوچ اور فکر مہیا کی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی شخصیت پر اس کے گھریلو ماحول و فضا کا اثر ضرور پڑتا ہے، جس کا عکس ہمیں جیلانی کامران کی شخصیت میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ جیلانی کامران کا گھرانہ ایک تدریسی پیشہ سے وابستہ ہونے کے ساتھ ایک اصلاحی و مذہبی ماحول کا تھا جس میں جیلانی کامران کی پرورش ہوئی۔ پھر ایک بطور سپاہی طالب علم کے تحریک پاکستان اور جدوجہدِ آزادی میں شامل رہے۔ اس لیے شاید جیلانی کامران اس وقت کی فوجی حکومت کے سربراہ جنرل ضیاء الحق کو مسلمانوں کا نجات دہندہ تصور کرتے تھے۔ لیکن یہ تمام تصورات یقیناً اس عہد کے لحاظ سے جذباتی اور جزوقتی تھے۔ دوسرا جیلانی کامران نے اس شعری مجموعے "باغِ دنیا" کے آغاز میں اپنی تنقیدی کتاب "نئی نظم کے تقاضے" کا ایک چھوٹا سا پیرا گراف بھی دیا ہے۔ جس میں انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ آج کا انسان ایسی صورت سے دوچار ہے کہ وہ حقیقت سے کوسوں دور ہے اور ایک جامد دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔

دنیا جن کئی صورتوں میں اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے ان میں عموماً اس دنیا کی اصل خواہش نظر نہیں آتی۔ کیونکہ دنیا ہر عہد میں اپنی اصل خواہش کو مشاہدے سے اُوجھل رکھتی ہے۔" (۳)

جیلانی کامران کی شاعری میں اسلامی و عجمی تہذیب و ثقافت کا رنگ پوری آب و تاب سے نظر آتا ہے۔ ان کی مختلف نظموں میں ہماری دنیا اور ہماری زندگی سے جڑی کہانیوں کے مختلف رنگ، مختلف ذائقے اور مختلف مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اِسی طرح جیلانی کامران کی طویل نظم "باغِ دنیا" میں ہماری دنیا اور زندگی کی کہانی اسلامی تہذیب کے تناظر میں زیادہ مربوط فکری طور پر بیان ہوئی ہے۔ "باغِ دنیا" کی منزل اوّل کا آغاز ایک خوبصورت روشن اور شاداب مستقبل کی نوید سے ہوتا ہے۔

آج کے بعد
آج کے بعد، نیا آج
اِک نیا آج، تمہارے لیے لائے گا مہک
پُھول اور پُھول میں سوئے ہوئے کچھ خواب، کئی
دوست!
عشق اور عشق کے انداز،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رفت کے بعد گذشت، عمر کے بعد نئی عمر،
صبح کے بعد، نئی صبح...
آج کے بعد نیا آج، نئے تم__
ایک موسم کا مہکتا ہوا موسم__ تم! تم!
ایک گذری ہوئی دُنیا کے مسافر__ ہم! ہم!
آج کے بعد
سب نئے ہوں گے__
باغ کے پھول، برستی ہوئی شبنم، بُلبُل!
آسماں، چاند، فراق اور جدائی آنسو، وصل کی آگ
سب نئے ہوں گے
آج کے بعد...

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۱۹۶)

جیلانی کامران نے منزل اوّل میں جہاں نئی صبح اور نئی خوشی کی بات کی ہے وہی پر وہ "لاہور شہر کی کہانی" میں اِسے اورنگزیب اور داراشکوہ کی بستی قرار دیتے ہیں اور فرشتوں کا آدم سے بات کرنا، اس شہر لاہور کو جنگل قرار دینا، یعنی یہ شہر صداؤں کا جنگل تھا جس میں آدم جب بہشت بریں سے اس شہر میں آتا ہے تو اُسے اپنی پہچان کرنے میں دقت پیش آتی ہے جس پر وہ حیرت سے دوچار ہوتا ہے۔ جیلانی کامران نے جدید دور کے لاہور شہر کی خوبصورت عکاسی کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ شہر لاہور جو محفلوں، محبتوں اور قربانیوں کا شہر تھا۔ آج اس میں کوئی کسی کو نہیں پہچانتا ہے، تمام لوگ اجنبی چہرے لیے اس شہر میں چل پھر رہے ہیں۔ یعنی انسان میکانکی زندگی میں ڈھل چکا ہے اس لیے شاعر کہتا ہے کہ ہمیں انسان کو تلاش کرنا چاہیے اُسے جنگلوں اور صداؤں میں منتقل ہونے سے روکا جائے، ورنہ انسان اپنی پہچان کھو بیٹھے گا اور پھر یہ شہر جنگل ہی جنگل بن جائے گا جہاں جسم تو نظر آئیں گے لیکن انسان نہیں۔

فرشتوں نے لاہور کو منتخب کر کے
اورنگ زیب اور دارا کی بستی میں، ملکوت

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جبرُوت، لاہُوت وناسُوت کی ابتدا کی
عبادت گزار کو راسخ کیا
جسم کو روح کی خیر و برکت میں شامل کیا !
کئی سال کے بعد آدم
بہشتِ بریں کی سیاحت کے بعد
آسمانوں سے اُترا تو لاہور کو دیکھ کر
اُس کی پہچان عنقا ہوئی
اُس کا لاہور شہرِ صدا تھا، صدا ہی صدا تھا
صداؤں کا جنگل تھا
فرشتوں کے برّاق چہروں کا جنگل تھا
جنگل ہی جنگل تھا!

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص: ۲۰۰،۱۹۹)

جیلانی کامران کی اس نظم کے منزل اوّل میں اس دنیا کی موجودہ صورتحال کو انوکھے طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ جس میں شاعر مختلف استعارے استعمال کرتا ہے یہ دنیا انسان کے ہاتھوں زوال پذیر ہے، کیونکہ دولت پرستی اور خواہشِ اقتدار نے انسان کو خود غرض اور بے بہرہ کر دیا ہے۔ اس ہوس پرستی کی وجہ سے دنیا کا امن تباہ وبرباد ہے یہ عمل آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ یعنی نسل در نسل یہ دکھ، ظُلم،بُھوک، غم اور قتل و غارت کا سماں آج بھی برپا ہے۔

لوگ کہتے ہیں عجب دُنیا ہے ...
نسل در نسل وہی دُنیا ہے
نسل در نسل وہی بھوک ہے، دکھ ہے ...
نسل در نسل وہی ظلم ہے
نسل در نسل وہی __ وہ ہے
نسل در نسل وہی __ ہم ہیں ...

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نسل در نسل لہو میں وہی رِستا غم ہے

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۰۰)

جیلانی کامران نے "باغِ دنیا" کی منزل اوّل میں انسان کی بے حسی اور خود غرضی مختلف تناظر میں بیان کی ہے۔ انسان جو انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت اور شیطان کا روپ دھار چکا ہے، اپنے اعمال کو درست کرنے کی بجائے وہ اسلامی اساطیری طریقے اپناتا ہے، کبھی تو وہ اپنی بد اعمالیوں اور گناہوں کی بخشش کے لیے خیرات کرتا نظر آتا ہے اور کبھی کسی بزرگ کی دربار سے کبوتر پکڑ کر اسے اپنے گھر میں پنجرے میں قید کر کے برکت کا باعث تصور کرتے نظر آتا ہے یعنی انسان اپنے اندر کے حیوان کو تسلی دینے کے لیے مختلف روُپ اور ڈھنگ اختیار کرتا ہے۔

کسی شخص نے
شاہ ابو المعالی کے مرقد کے چو گرد اُڑتے ہوئے
ایک نیلے کبوتر کو پکڑا
اُسے ایک پنجرے میں رکھا ...
کہا:
شاہ ابو المعالی کی برکات اب گھر میں اُتریں گی،
قسمت کی اُلجھی لکیریں
ضرور اَب کے سنوریں گی!

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۰۳)

"جیلانی کامران کا شعری مجموعہ "باغِ دنیا" جو ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا جس میں انہوں نے اسلامی اور تہذیبی حوالوں سے جو کام کیا ہے وہ کسی حد تک شعوری انداز کا ہے یعنی وہ اپنے بنیادی نظامِ فکر میں اسلامی تہذیب کا ایک واضح عکس رکھتے ہیں۔"(۴)

نظم "باغِ دنیا" کی منزل دوم میں جیلانی کامران نے اسلامی تہذیب اور ہندی الفاظ کو بھی پیش کیا ہے۔ اس دنیا میں انسان کا مستی میں گم ہونے اور تکبر میں سرکش ہونے کی دو وجوہات "کرُسی کا نشہ" یعنی اقتدار کی قوت اور "عورت کا نشہ" مستی کا سرور ہے جو انسان کو حقیقت سے غافل اور سرکش بنا دیتی ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نشے دنیا میں کوئی ہیں، تو یہی دو ہیں ...
ایک کُرسی کا نشہ ہے
ایک عورت کا نشہ ہے
دونوں انسان کو دُنیا کی گذر گاہوں میں
اپنے ہمراہ گذرنے کی، سفر کرنے کی ترغیب دیا کرتے ہیں !
اور انسان ...
اُن کی صحبت میں اگر ایک قدم بڑھتا ہے
اپنے ہونے سے گذر جاتا ہے
قبر کُرسی میں
کشش زن کی پشیمانی میں
آشکار ہوتی ہے ...
ایسے انسان کی تقدیر سرِ قبر سدا روتی ہے !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۰۶)

اسلامی تہذیب وثقافت کا ذکر "باغِ دنیا" میں جا بجا ملتا ہے۔ اس پوری طویل نظم میں جیلانی کامران اسلامی تہذیب کے مختلف حوالوں کو کبھی صوفیا کے رنگ میں، کبھی فرشتوں کے روپ میں، کبھی ابنِ آدم کے بیان کے ساتھ، کبھی کسی بزرگ کے درباروں پر پائے جانے والے کبوتروں کو برکت کے حوالے سے اور کبھی ابو بن ادھم کی حکایت کی صورت میں بیان کی ہے۔ یہ سب حوالے اور انداز انسان کو اس دنیا میں پائے جانے والے مسائل کے حل کا ایک راستہ فراہم کرتے ہیں جن سے انسان نے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔

ابو بن ادھم نے کہا :
دو زمانے ہیں __ اک اہلِ باطن کا اپنا زمانہ ہے
اک اہلِ دنیا کا اپنا زمانہ ہے
ان دو زمانوں کی رغبت سے جو خوبصورت زمانہ اُترتا ہے
وہ میرا اپنا زمانہ ہے

جس میں خُوشی کے پرندے ہیں، جو آسمانوں کو اڑتے ہیں
واپس زمیں پر اُترتے ہیں
اور آسمانوں کی خُوشیاں زمیں کے پریشاں لوگوں میں
تقسیم کرتے ہیں...
لوگوں کے دل میں زمانے کی واحد نشانی ہے
جس سے زمانہ بدلتا ہے
دُنیا کی قسمت کا سُورج نکلتا ہے
الجھے مقدر کا خاکہ سنبھلتا ہے ...

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۰۷، ۲۰۸)

"جیلانی کامران کی شاعری میں یہ طویل نظم "باغِ دنیا" اپنی نوعیت کی ایک انوکھی نظم ہے جس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی شخصیت، گفتگو، تنقید اور شاعری سب ایک مرکزی نُقطے کے گرد گھومتی ہے وہ مرکزی نقطہ اسلامی تہذیب کا ہے۔"(۵)

جیلانی کامران کی اس طویل نظم کی منزل دوم میں اسلامی تہذیبی رنگ کے ساتھ ہندی الفاظ و آہنگ کا رنگ و تاثر بھی پایا جاتا ہے، جسے وہ اپنے مقامی رنگ میں پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ جب وہ ہندی تہذیب سے وابستہ "اجودھن" کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں بسنے والے "شیخ جہاں" نے عمر کی حقیقت کو نہایت عمدہ الفاظ میں بیان کیا ہے کہ "عمر پانی کا قطرہ ہے" جس کی وجہ سے دامن تر رہتا ہے اور کوئی بھی دن جو غفلت میں گزرے تو وہ دراصل محبوب کی جدائی میں بسر ہوتا ہے۔ جیلانی کامران کے ہاں یہ محبوب خالصتاً صوفیانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پاک کی طرف اشارہ ہے۔ "باغِ دنیا" نظم کے منزل دوم کے اس حصّے میں خالص صوفیانہ رنگ نظر آتا ہے۔ جس میں عہدِ اکبر اور اجودھن جسے "پاک پتن" کہا گیا ہے وہ ہمارے ہندی تہذیبی عنصر کو ساتھ پیش کرتی ہے۔

اجودھن (جسے عہدِ اکبر سے ہم
پاک پتن سے موسوم کرتے ہیں)...
اجودھن میں اک روز شیخ جہاں نے کہا: عمر پانی کا قطرہ ہے
دل کی زمیں پر گرے تو گوہر ہے، وگرنہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جدائی کا آنسو ہے
جو خشک دامن کی خوراک بنتا ہے
تم اپنے دامن کو دل کی زمیں سے کبھی ایک لمحے کو
غافل نہ کرنا کہ غفلت میں جو دن گزرتا ہے، محبوب کی باریابی سے
محروم کرتا ہے ...

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۱۵)

جیلانی کامران ہندی الفاظ و آہنگ کے ساتھ مقامی، تہذیبی محبت کے قصّوں کو بھی "مجنوں لیلیٰ کی حکایت" کی صورت میں ہندی تہذیب ثقافت کے ساتھ خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔

اجودھن میں اک روز شیخِ جہاں نے کہا ...
شہر میں شور تھا
آج لیلیٰ کا دیدار ہو گا...
آج لیلیٰ خود اپنے در و بام سے اہل دل کی کہانی سُنے گی ...
اپنے ہاتھوں سے عہدِ جدائی کے آنسو چُنے گی !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۱۶،۲۱۵)

"اس نظم میں جیلانی کامران نے حکایاتی اسلوب کو اختیار کیا ہے جو ہماری جدید نظم کے اِمکان و آفاق کو ظاہر کرتا ہے۔"[۶]

جیلانی کامران نے "باغِ دنیا" نظم میں خوبصورت حکایتوں کے ذریعے اپنی شاعری کے اسلامی تہذیب و ثقافت کے پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے جو ان کے لیے ضروری تھے۔ کیونکہ ہماری شاعری گُل و بُلبُل اور وَصل و جدائی کی جس سمت پر گامزن تھی وہ آج کے جدید اسلامی معاشرے کے لیے یکسر ناقابل قبول تھی۔ اسی نظم کی منزل سوم میں بھی جیلانی کامران نے "شہرِ محبوب کے مسافر البیرونی کی حکایت" "شہر وفا کے در و بام کی گونجتی ہوئی آواز' خزاں کے موسم میں اہل دنیا کی خود کلامی، ایک درویش کی وصیت، اور "ہمارا عہد خدا کی تلاش میں" جیسے ذیلی عنوانات کے ذریعے ہندی تہذیب کی عکاسی کے ساتھ "البیرونی کی حکایت" کے ذریعے ہمیں عورت کی چالاکی، عیاری اور مکاری بتاتے ہیں جو انسان اور اس دنیا کے لیے وجہ سکون تو ہے، لیکن وجہ قہر بھی بنی ہوئی ہے۔ یعنی شاعر نے مسافر البیرونی

کو اس ہندی تہذیب کا مسافر گردانا ہے جو وصل کو بھوگ سمجھ کر اپناتا ہے تو دوسری طرف رَنگ و جمن اور ناریوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو اس تہذیب کے مقامی رنگ کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

سنا ہے، وہ عورت کو ناری
وہ مردوں کو نَر
اور محبوب کے وَصل کو بھوگ کا نام دیتے ہیں
اور اہلِ دُنیا کو نفسِ مسلسل کا پیغام دیتے ہیں !

....

کتنے ہی آباد ویران شہروں سے گذرا ہُوں
لیکن ___ کہیں مَیں نے عورت کے تن میں
وہ بُو باس پائی نہیں ہے
جو ان ناریوں کے بدن میں ہے...
یہ عورتیں کیا ہیں، جادُوگروں کی تماشاگری ہیں
مسافر کے دل کو چُرانے میں ماہر ہیں
عورت کے پردے میں ساحر ہیں!
جو فہم کو عقل و حکمت سے محروم کرتی ہیں
اور اہلِ دل کو کئی ایک ناموں سے موسوم کرتی ہیں !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۱۹)

اسلامی و عجمی تہذیب و ثقافت کو ایک درویش کی وصیت کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہونے کے لیے پرندوں کو گھروں میں آباد رکھنے سے خدا راضی ہوتا ہے، اور انسان پرندوں میں خدا کی عظمت اور شان و شوکت کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ شاعر پرندوں کا ہواؤں میں اڑنے کو اللہ کا پیغام لے آنے کے مترادف قرار دیتا ہے، اس لیے جیلانی کامران نے پرندوں کو ہواؤں کا قاصد کہا ہے۔ یہاں پر حقیقت میں شاعر انسان کو درویش کی وصیت کے ذریعے اس دنیا کے اپنے جیسے انسانوں سے محبت کی تاکید کر رہا ہے کہ یہ دنیا فانی اور زندگی مختصر ہے۔ اس لیے محبت کا پیغام عام کرنا چاہیے جس کے لیے جیلانی کامران نے پرندوں کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پرندے ہواؤں کے قاصد ہیں،
موسم کی پہچان کرتے ہیں
تنہائیوں کی پریشان صورت کو آسان کرتے ہیں !
مرے بعد___ تم اس دریچے میں دیکھو تو اُجلے پرندے
تمھیں دیکھ کر چار جانب آئیں گے
تمھیں اپنی جانب بلائیں گے! تم اُن کی آواز سُننا !
صداؤں میں خواب جوانی کے اندر سُننا !
جوانی اگرچہ بُری ہے، بُری بھی نہیں ہے
زمانے میں اِس جیسی نعمت کہیں بھی نہیں ہے
سنو! ہر پرندہ مقدر نما ہے
(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۲۷)

جدید زمانے میں جیلانی کامران اس دنیا کے لوگوں کو انسانیت کی تذلیل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ "ہمارا عہد خدا کی تلاش میں" کے ذریعے نصیحت کرتے ہیں کہ انسانیت کی تذلیل اصل میں خدا کی خدائی سے منہ موڑنا ہے، یعنی خدا کے احکامات کی نفی کرنا ہے جو شرک کے برابر ہے۔ آج کا مسلمان مکمل طور پر خود غرض، بہرہ اور بے راہ روی کا شکار ہے، دینِ اسلام کے مسائل سے نابلد ہے۔ دولت ہے، اقتدار ہے، طاقت ہے، تعلیم ہے، لیکن مذہبی اخلاقیات اور دینی تعلیم سے کوسوں دور ہوتا جارہا ہے۔ مغرب کی پیروی میں مشرقی روایات اور اسلامی اقدار سے روح گردانی کرتا چلا جارہا ہے جو حقیقت میں مسلم اقوام کی تباہی اور معاشرتی بگاڑ کا سبب ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں افراتفری اور کش مکش کی اصل وجہ خدا کے احکامات کی نفی ہے۔ آج مسلمان قوموں کا غلام ہونا بھی آپس کی نا اتفاقی، دینِ اسلام سے دوری اور پیار و محبت کا نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

خُدا کا ثبوت اِس زمانے میں اُس کی مشیّت ہے !___
تم اِس مشیّت کے اسرار سمجھو !
خُدائی کے صُورت کدے میں مشیت کا اقرار دیکھو ...
تو پوچھو: یہ کیا ہے؟ یہ کیسا ہے؟ کیوں ہے؟

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

زمانے میں ناپید ہونا
زمانے میں معدوم ہونا
زمانے میں نابُود ہونا
خُدا کی خُدائی میں موجود ہونے کی کامل نفی ہے !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۲۸)

"جیلانی کامران کی یہ طویل نظم "باغِ دنیا" جو شروع سے آخر تک خدا کی واحدنیت اور اسلامی و عجمی تہذیبی رنگ میں رچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اس نظم میں پہلی بار اثباتِ حق کو اجتماعی تہذیبی آزادی سے منسلک کر کے دیکھا اور دکھایا ہے۔"(۷)

جیلانی کامران "منزل چہارم" میں اس مقامی تہذیب کا تعلق "قرطبہ" شہر کی تہذیب سے جوڑتے ہیں وہ "ابنِ رشد" کو اس دنیا میں اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی، عجمی، عربی روایات کا امین سمجھنے کے ساتھ اسے اس دنیا میں حکمت و دانائی کی ایک مثال کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی وہ "ابنِ رُشد" کو اسلامی عجمی و عربی روایات اور حکمت و دانائی کی معراج قرار دے کر اُس کی وفات پر اظہار افسوس کے ساتھ مسلمانوں کا اپنے عروج اور حکمت و دانائی کے دور سے بچھڑنا تصور کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں مسلمانوں کا آج تعلیم کے میدان میں دوسری ترقی یافتہ اقوام سے پیچھے رہ جانا اصل میں اپنے آباء کے علم، حکمت و دانائی کے ورثہ سے دوری ہے۔ آج مسلمانوں کی تمام مصیبتوں کا آغاز اس علم، حکمت و دانائی سے دوری کی وجہ سے ہے۔

قرطبہ شہر میں اک شور تھا
عہد کے سب سے بڑے شخص کے اُٹھ جانے کا
حکمتِ کُل کے گذر جانے کا
ابنِ رُشد کے مر جانے کا
شہر میں اُس کے جنازے کے گذرنے کی خبر تھی، جِس نے
فکر کو حاضر و موجود کی تفسیر کہا
جس نے اثبات کو اجسام کی تصویر کہا
علم کو جس نے ہر اک شخص کی تقدیر کہا...

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اُس کا تابوت اُٹھا

اُس کے تابوت کے ہمراہ تصانیف کے صندوق اُٹھے !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۲۹)

جیلانی کامران کی تمام شاعری مقامی تہذیبی و ثقافتی اور مختلف مقامی حکایتوں، قصوں اور لوک کہانیوں سے جُڑی ہوئی ہے۔ خاص طور پر "باغِ دنیا" جو طویل نظم ہے جسے مختلف منزلوں میں تقسیم کرنے کے بعد اُسے مختلف ذیلی عنوانات سے طویل بنایا گیا ہے۔ لیکن ان مختلف منزلوں کے یہ ذیلی عنوانات ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہیں کہ ان کا ربط ٹوٹتا نہیں ہے کیونکہ جیلانی کامران نے حلقہ اربابِ ذوق کے معیار شعر کے مطابق اس نظم کو انوکھے اور جدید انداز سے پیش کیا ہے جس کو آج کے نقاد ایک کمزور نظم کہتے ہیں :

"یہ نظم اپنے فارمیٹ کے اعتبار سے عجیب و غریب ہے۔ نظم میں کوئی فکری وحدت نہیں ہے اس کے مختلف اجزاء یا کانتوز ایک دوسرے سے غیر متعلق ہیں مختلف لوگوں کی حکایات بیان کی گئی ہیں، نظم میں بہت سے اُوزان گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں اِن سے نظم کا مجموعی تاثر زائل ہو جاتا ہے تاہم اس میں اچھی شاعری کے نمونے بھی موجود ہیں۔"(۸)

"باغِ دنیا" کی یہ مختلف حکایتیں ہمارے معاشرتی اور مقامی تہذیب کے رنگوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرتی ہیں۔ جس میں جیلانی کامران ہماری مقامی تہذیب و ثقافت سے جُڑی محبت کی کہانی کو لوگوں میں معدوم ہوتی محبت کو مقامی تہذیبی و ثقافتی علامتوں کے ذریعے زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ مادھولال حسین کا ذکر جیلانی کامران اس طرح کرتے ہیں "شہرِ وفا میں ایک میلا قدموں کا میلہ کہلاتا ہے جس میں مادھولال حسین بھی شریک ہے اور شاعر کی اس سے ایک نشست ہوتی ہے بنیادی طور پر اس نظم کی منزل چہارم میں مادھولال حسین کے کردار کو محبت کے رنگ میں اجاگر کیا گیا ہے جو ایک رجائی انداز سے ہر بے چین اور پریشاں دل کو گزرتے ہوئے وقت کو محبت سے شاد کرنے کا پیغام دیتا ہے۔ جس میں گلشن کھلتے ہیں جو آنے والے زمانے اور وقت اُسے مثبت پہلوؤں کی طرف راغب کرتے ہیں۔

کہا اُس نے:

قدموں کا میلا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جدائی کے حاضر زمانے کو غائب زمانے سے مربُوط کرتا ہے

قدموں کو تفرید سے

عمرِ حاضر کو حاضر زمانے سے آزاد کرتا ہے

حاضر کو غائب میں غائب کو حاضر میں آباد کرتا ہے

یوں ہر پریشاں دل کو گذرتے ہوئے شاد کرتا ہے

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۳۱)

جیلانی کامران کی نظم "باغِ دنیا" ان کی تمام شاعری کی عکاسی ہے جس میں وہ اسلامی و عجمی روایت، مقامی تہذیبی و ثقافتی، ہندی الفاظ و آہنگ کا رنگ، محبت، حسد، خود غرضی، بے حسی، نصیحتیں، انسانوں کا اصل روپ و ڈھنگ، خدا سے دور ہوتے لوگ، حقیقت سے منہ موڑنے والا معاشرہ، اپنے بھائی بندوں پر ظلم و ستم کرنے والے انسان، دنیا میں قتل و غارت اور فساد برپا کرنے والے لوگ، خدا کے احکامات کی نفی کرنے والے انسانوں کو خدا کی حقیقت اور اس کی عبُودیت کی طرف ترغیب دیتا نظر آتا ہے۔ جیلانی کامران نے بوڑھی ماں کے ذریعے جو اپنے پوتوں کو کہانی سناتے ہوئے خُدا کی شان اور عظمت و حکمت کو یوں بیان کرتی ہے۔

خُدا

اُن درختوں کا خالق ہے، جن میں

پرندے چہکتے ہیں

باغوں کے پھولوں کا، کلیوں کا خالق ہے، جن سے

ہواؤں میں خُوشبو

دلوں میں مہکنے کی خواہش نکھرتی ہے ...

چشموں کا خالق ہے

جن کے رواں پانیوں سے خُدائی کی قسمت سنورتی ہے،

....

خدا

میرے بچو! غریبوں کا خالق ہے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دُکھ جھیلتے بے نواؤں کا خالق ہے
کڑا وقت جن پہ پڑا ہے، وہ اُن کا خدا ہے
وہ اُن سب کی فریاد سنتا ہے
اُن سب کی دنیا میں رہتا ہے
اُن سب کے دکھ درد سہتا ہے، اُن سے
نئی زندگی کی بشارت کے کلمات کہتا ہے !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۳۶۔۲۳۵)

"جیلانی کامران جدید ذہن رکھنے کے باوجود تصوف کی طرف مائل اور عجمی روایات کی کھوج میں سرگرداں رہتا تھا وہ ایران اور عرب کے فلسفے، مماثلتی شعور اور عصر کی نمائندگی کو دیکھنا چاہتا تھا۔"(۹)

جیلانی کامران معلم کے ساتھ ایک ذہین شاعر بھی تھے جو اپنے اردگرد کی دنیا اور اسلامی، عجمی روایات، اسلامی تہذیب و ثقافت کا گہرا مشاہدہ رکھتے تھے جس کو وہ اپنی طویل نظم "باغ دنیا" کی منزل پنجم میں بھی اِسی اسلامی و عجمی اور عربی روایات کو "بغداد" کے حوالے سے بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ بغداد شہر جو کسی زمانے میں علم و فن اور اسلامی تہذیب و تمدن کا مرکز ہوا کرتا تھا اور یہ دریائے دجلہ کا بہتا پانی اپنے سینے میں کئی راز چھپائے ہوئے ہے۔

مَیں
بغداد کے مدرسے کا
دل افگار__ اہلِ ہُنر ہُوں__
مَیں قالین بافی سے روزی کماتا ہُوں
ریشم کے دھاگے سے قالین میں کاخ و منبر بناتا ہُوں !
اِتنا سمجھتا ہُوں
شاید میری عمر دجلے کے پانی سے بہتر نہیں ہے
جو بہتا ہے__ وادی کو، صحرا کو، سیراب کرتا ہے
ہستی کو زیرِ زمیں رُونمائی کو بے تاب کرتا ہے !

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس واقعے کو
تمہارے لیے لکھ رہا ہُوں
کہ اس واقعے میں کئی راز ایسے ہیں، جو تم سمجھتے ہو
جو___ ہم سمجھتے تھے

(باغِ دنیا/ جیلانی کی نظمیں، ص:۲۳۸)

نظم "باغِ دنیا" کی منزل پنجم میں جیلانی کامران نے مختلف، شہر وفا میں دریا کے کنارے اہل عجم کے بزرگوں کی مجلس، پھر "زندہ رود کے ساتھ نشست، دشتِ وحشت کی حکایت، بسطام کے بایزید سے ملاقات و نشست، توتے اور مینا کی حکایت جیسی حکایتوں کے ذریعے ابنِ آدم کا اِس زمین پر مختلف انداز سے پراجمان ہونا، مشینی زندگی کا فرشتہ صفت انسان کو خود غرض بنا دینا، خُدا کی زمین پر خُدا کے اَحکامات کی نفی کر کے اپنے اَحکامات جاری کرنا، فطرت کے رنگوں سے بھری دنیا میں اپنے مصنوعی اور بارود جیسے تباہ برباد کرنے والے آلات سے قتل وغارت کے رنگ بھرنا، محبت کے لمحوں کو نفرت میں بدلنا، وَصل کے لمحات کو جدائی میں بدل دینا، بہار کے موسم کو خزاں جیسے ماحول میں ڈھال دینا جیسے عمل نے اِس خوبصورت جنت نظر دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ جدائیوں کے زمانے کو بڑھا دیا ہے اور محبت کی جگہ نفرت نے لے لی ہے، جس وجہ سے جیلانی کامران جیسا حساس شاعر دُکھی ہو جاتا ہے اور وہ پھر سے اس دنیا میں محبت، اتحاد، خوشی اور اسلامی روایات اور اسلامی نشاۃ الثانیہ کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں لیکن دنیا میں ابنِ آدم کی پیدا کر دہ نفرت نے ان خوشیوں کو معدوم کر دیا ہے۔

میرے سامنے ایک آزاد سُورج
نئے تاجداروں کی دُنیا میں جس ابنِ آدم پہ چمکا
وہ بُھوکی زمیں کا مسافر تھا
محروم و محکوم و مجبور بے کَس تھا
بے بس تھا۔۔۔
اُس کی نگاہوں میں غُربت تھی
دل میں ہزاروں برس کی عداوت تھی، نفرت تھی__
انسان کم تھا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

وہ اپنے بدن کی قیامت میں شامِ اَلم تھا
مَیں نے
ایسے زمانے کے خاکے میں اتلافِ انساں کے انداز دیکھے
کہا__ ایسے انسان کو اس زمانے میں میری ضرورت ہے۔۔۔
مشینوں نے دل توڑ ڈالے ہیں
جابر اُصولوں نے ظالم مقاصد کی ظالم ہَوس میں
خُدائی کو ویراں کیا ہے
زمیں کو پریشاں کیا ہے !

(باغِ دنیا/ جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۴۱-۲۴۰)

"وہ سچائی جو عجمی تہذیب کے زمانے میں موجود تھی باقی نہیں ہے اور جب مَیں باقی نہیں ہوں تو میرا شہر بھی باقی نہیں ہے۔ زمین پر ایک ہی رنگ پھر چکا ہے جس میں کوئی شخص "مَیں" نہیں ہے سب انسان ہیں۔" (۱۰)

اسی طرح منزل پنجم میں آگے چل کر بسطام کے بایزید کے ساتھ نشست میں وہ ابنِ آدم کا اس دنیا کو پُر خطر کہنے اور بنانے، ہجر، فراق اور ماتم کی دنیا کہنے پر وہ تاکید کرتا ہے کہ یہ دنیا ہمیشہ سے پُر خطر چلی آرہی ہے۔ سکون کا کوئی لمحہ موجود نہیں ہے لیکن ایک "اُمید" کا عمل ایسا ہے جو انسان کو زندگی اور اس زندگی کو سکون فراہم کرتا ہے جو زندہ لوگوں کو جینا سکھاتی ہے۔

ابنِ آدم ہر زمانے میں خائف رہا ہے۔۔۔ یونہی اُس نے
ہر عہد کو پُر خطر، ہر مقامِ خطر کو قیامت کہا ہے__ کہا ہے:
یہ دنیا اگر ہے، تو ہجر اور فراق اور ماتم کی دنیا ہے...
اُمید۔! جو
زندہ لوگوں کو جینا سکھاتی ہے
اُن کو نئے راستوں سے گذرنا سکھاتی ہے۔۔۔
ایسے جہاں میں حجاب اور پردے میں رہتی ہے__

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اُمید کو اپنی دنیا میں شامل کرو۔۔۔
اُسے آسماں کے بلند آستاں میں پکارو
اُسے اپنے دل میں صدا دو۔۔۔

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۴۹)

"جیلانی کامران کی تخلیقی فکر میں شروع ہی سے اسلامی تہذیبی وابستگی کا موضوع شامل رہا ہے "باغِ دنیا" میں بھی ان کی یہ مرکزی تخلیقی واردات واضح نظر آتی ہے ان کا بنیادی مسئلہ عجمی روایت کے حوالے سے مسلم تشخّص کی بازیافت ہے۔"(۱۱)

جیلانی کامران نے اِس طویل نظم "باغِ دنیا" کی "منزل تمام" جو چھٹی اور آخری منزل ہے، میں ایران میں آنے والے اسلامی انقلاب کو بیان کیا ہے۔ وہ اس انقلابِ ایران کو علامت کے طور پر مستقبل سے وابستہ کر کے آنے والوں دنوں میں اسلام کو مضبوطی اور طاقت سے پھیلتا ہوا دیکھتے ہیں۔ جس میں جیلانی کامران نے اس انقلاب کو علامتی اور استعاراتی انداز میں "احیا" کا نام دیتے ہیں جس کی ابتداء وہ صبح کی نماز کے ساتھ دعا سے کرتے ہیں۔

دلوں کی بزم میں آنسو ہیں۔۔۔
تیری آمد کے
ہر ایک آنکھ میں نقشے ہیں، تیری آمد کے
چراغ شہر میں جلتے ہیں
تیری آمد کے
دلوں کی بزم میں رُک، آنکھ کے سفر سے گذر!
وہاں گذرتے ہوئے میرے بام ودَر سے گذر!

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۲)

اس "منزل تمام" کی بنیادی علامت اور استعارہ "احیا" ہے۔ جس سے کچھ لوگ ناواقف ہوتے ہیں تو اس کا تعارف شاعر، شہر محبوب میں احیا کا ظاہر ہونا سے کراتا ہے۔

شہر محبوب کے محبوب پری خانوں میں
ایک دوشیزہ تھی اُس کا احیا نام تھا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خواب میں ہم نے اُسے دیکھا تھا
خواب ہی خواب میں پہچانا تھا
احیانام تھا
خواب ہی خواب میں ہم نے یہ کہا تھا: دیکھو!
نام اور اِسم کی پہچان کرو !

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۳)

ہر شخص نے ہر شخص سے پُوچھا__
احیاکون ہے؟
اپنے شہروں سے گذرتے ہوئے ہر شخص نے پُوچھا
احیاعکس ہے
احیاخواب ہے
احیاوقت کی آواز میں موجود صدا ہے
احیارفت کے پردے میں گذرتی ہوئی نسلوں کی دعا ہے!
اہل باطن نے کہا---
احیالیلیٰ موجود ہے
احیادشتِ دل وجان کی مشہود ہے
احیاشاہد ومشہود ہے !

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۴،۲۵۵)

"احیا" جو خیر اور نیکی کے ساتھ اسلامی وعجمی روایات کی علامت ہے اس کا استقبال خود "قُم" کرتا ہے وہ قُم جہاں ذرے چمکتے ہیں جہاں خوابوں کے چونکے ہوئے مقسوم بکھرتے ہیں جہاں اہل فلک وادی انسان سے گزرتے ہیں۔ "قُم" اس وادی اور خطے کی حقیقت ہے جہاں تاریخ نے چمکتے ہوئے ذروں کو دنیا کو روشن کرتے دیکھا ہے اور یہ "قم" لوط اور ابلیس کے فرزندوں کو تاراج زمیں سے "احیا" کے گزرنے پر پریشاں ہوتا ہے تو حکم دیتے ہوئے کہتا کہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس زمین کو لوط اور آلِ ابلیس سے پاک کرو، یعنی دنیا پھر سے اچھائی کی طرف گامزن ہے۔ جیلانی کامران یہاں پر اپنی تہذیبی قدریں تشکیل دیتے ہوئے اس تہذیب کو انقلابِ ایران علامت سے نئے رنگ سے وابستہ کرتے ہیں۔

لُوط کے دشت سے کیسے
احیا گذرے گی؟
کیسے ابلیس کے فرزندوں کی تاراج زمیں سے
احیا گزرے گی؟
لوحِ ایّام پہ لکھے ہوئے ابلیس کے فرمان کو
ہستی دہر سے ناپید کرو
احیا گزرے گی
ریگِ دنیا سے قدم نقشِ قدم صاف کرو
آلِ ابلیس کے گمراہ قدم صاف کرو
احیا گذرے گی

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۵)

"یہ طویل نظم "باغِ دنیا" مجھے ایک بڑے دائرے میں محسوس ہوتی ہے جس میں جیلانی کامران جیسے ذہین شاعر نے محض اپنی آنکھ سے کام نہیں لیا بلکہ اپنی فکر، شعور اور تخیل کے امکانات کو کھنگالتے ہوئے اسلامی و عجمی روایات کو دریافت کرتے نظر آتے ہیں۔"(۱۲)

جیلانی کامران نے بڑی فنی چابکدستی سے منزل تمام میں انقلابِ ایران کے ظہور پذیر ہونے کی کہانی کو ایک حصّے کو دوسرے حصّے سے جوڑا ہے جس میں مرشدِ قم جو آلِ ابلیس کو خبردار کرتا ہے "احیا" جو مشہد و تہران میں اُتری ہے، اُس کی تعظیم و تکریم کرو، لیکن آلِ ابلیس جو نفی کی علامت ہے یہاں پر وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ یہ "قُم" بوڑھا درویش کون ہے جو دنیا میں خیر اور نیکی کی بات کرتا ہے، کیوں نہ اُسے بھی ہم اپنے رنگ میں ڈھال دیں۔

آلِ ابلیس مرے لفظ سنو!
احیا عالمِ امکاں سے سرِ مشہد و تہران اُتر آئی ہے
میری آواز سنو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اُس کی تکریم کو تسلیم کرو
اس کی تعظیم کرو !

....

احیا کون ہے ؟ اور قُم کا یہ بوڑھا درویش
کون ہے ؟ کیوں نہ اُسے اپنے تراشے ہوئے آئینے میں
عکس کے ساتھ نظر بند کریں
ہم اُسے اپنے ہی ملبوس میں ملبوس کریں
ہم اُسے اپنے دن اور رات سے
مانوس کریں !

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۶)

"۱۹۸۷ئ میں جیلانی کامران کی طویل ترین نظم "باغِ دنیا" شائع ہوئی۔ یہ نظم اسلام کی نشاۃ الثانیہ کی امید پر مبنی ہے اور اس میں امام خمینی ایک نجات دہندہ کے طور پر نمودار ہوتے ہیں۔"(۱۳)

آلِ ابلیس کا "مرشد قُم" کو اپنے رنگ میں ڈھالنے کے ردِ عمل میں وہ آلِ ابلیس کے سرکشوں کو مقید و محبوس کرلیتا ہے۔ کیونکہ آلِ ابلیس روایتی شر کے انداز میں "احیا" کی آمد کو قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے راستے میں مشکلات پیدا کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آلِ ابلیس کو یہ فکر پریشان کرتی ہے کہ "احیا" (یعنی اسلامی انقلاب) کا یہاں سے گزرنا ٹھیک نہیں ہے آج یہ "احیا" ایران سے گزر رہی ہے تو کل کسی اور خطے سے گزرے گی اس لیے اس کا راستہ روک دینا چاہیے ورنہ آلِ ابلیس کے لیے دنیا میں جگہ نہیں بچے گی اور اس "احیا" کی بدولت انہیں اس دنیا سے کوچ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ وہی "احیا" ہے جسے "مرشدِ قم"، نے اہل دنیا کے لیے نئے خواب کی تعبیر سے تشبیہ دی ہے اور آلِ ابلیس اس دنیا پر اسلامی انقلاب یا اسلام کا قبضہ اور تسلط برداشت نہیں کرسکتے ہیں لہٰذا آلِ ابلیس "احیا" اور "مرشدِ قُم" کے وجود کو ہی مسمار کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

آلِ ابلیس نے
انقلاب اور مشینوں کے جہاں کو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اِقتدار اور تسلط کے بنائے ہوئے زینوں کے جہاں کو
اپنی اولادِ پریشاں کو
اہلِ دُنیا کے مقدّر کے حُدی خواں کو
اپنے انساں کو___ کہا:
احیا---
آج ایران میں اُتری ہے
کل لبنان میں، سوڈان میں، اومان میں اُترے گی
مصر اور شام میں اُترے گی
عہدِ امروز کے انجام میں اُترے گی

آلِ ابلیس نے
اہل دنیا سے کہا...:
قُم کو مسمار کرو
دُخترِ قُم کی ہلاکت کو نئے زائچے تیار کرو
عہدِ امروز میں اس دشمن انسان کی ہر راہ کو دشوار کرو
مُرشدِ قم کے ارادوں سے زمانے کو خبر دار کرو !

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۵۷، ۲۵۸)

شاعر نے "احیا" جسے "دُخترِ قُم" کہا ہے آلِ ابلیس اس "احیا" کی آمد پر پریشان ہو کر "پسرِ خناس" سے مشورہ کرتے ہیں اور "احیا" کا راستہ روکنے کے لیے کئی طرح کی تدابیریں سوچتے ہیں اور "احیا" کو ختم کرنے کے لیے بھی مختلف تدابیر اپناتے ہیں۔ یہاں تک کہ "قُم" کو تاراج کرنے کے لیے منحوس پرندے اُتارے جاتے ہیں، اس کی بدنامی کے لیے اخباروں میں پروپیگنڈہ کرتے ہیں، قہوہ خانوں میں غیبت کرتے ہیں اور شہر وفا کو اس سے دُور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

آلِ ابلیس نے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

منحوس پرندوں سے کہا...
قُم کی آواز سُنو
مرشدِ قُم کی صدا کو سمجھو...
اِک نئی صبح کی آواز کے پیچ وخم میں
اِک نئی صُبح کے انداز سُنو...
اپنے ماضی کے مناروں سے زمیں کی جانب
رُخ کرو!
فرشِ زمیں پر اُترو
اپنی عظمت کی بُلندی کے جہاں سے اُترو
ایسی آواز کو روکو !
قُم کو تاراج کرو
قُم کے ہر نقش کو تاراج کرو !
مُرشدِ قُم کی صداؤں میں ہلاکت کی خبر ہے
آلِ ابلیس کے مرنے کی خبر ہے

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۶۰)

آلِ ابلیس کی تمام کوششوں کے باوجود شہرِ محبوب میں احیا کی آمد کے ساتھ ایک نئے موسم کا آغاز ہوتا ہے اور اس خوشی کے موسم کے آغاز سے آلِ ابلیس کی تاراج زمیں سے پریشان لوگوں کے چہروں پر تازگی پھیلتی ہے اور لبوں پہ گیت جاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن آلِ ابلیس "احیا" کو ایک جزوقتی ظہور قرار دے کر اُسے خوف، دشت اور ایک بھٹکا ہوا جھونکا کہہ کر اقوام عالم کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آلِ ابلیس نے قوموں سے کہا
احیا___
باغِ دنیا سے گذرتا ہوا راہوں میں بھٹکتا ہُوا جھونکا ہے
رفت کی شاخ سے ٹوٹا ہُوا نوحہ ہے

وقت کی سوئی ہوئی آنکھ سے گرتا ہوا قطرہ ہے
احیا دشت ہے، صحرا ہے
احیا اندھے خیالات کا لہجہ ہے

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۶۳)

آلِ ابلیس کی یہ ساری تدابیر غارت جاتی ہیں اور قوموں کے معتبر لوگ "احیا" کو پھول، خواب، خوشی، خیال کرتے ہیں اور شہر کے دیدہ ور "احیائ" کی کھوج پہچان میں لگ جاتے ہیں۔ وہ اس کی پہچان جبہ ودستار، حرکت ورفتار، واقف اَسرار، صاحبِ کردار، وصل کی بیمار کی صورت میں کرتے ہیں، لیکن بے نتیجہ رہتے ہیں۔ آلِ ابلیس اقوامِ عالم کو "احیا" سے خوف زدہ کرنے کے اپنے منشور کو جاری رکھتے ہیں لیکن جب "احیا" شہر وفا کی گلیوں سے گزرتی ہے، آنے والے عہد کو حال کے منظر میں جاگزیں کرتی ہے، اوراس دنیا میں آلِ ابلیس کے پیدا کردہ آلام ومصائب کو دور کر دیتی ہے "احیا" کی آمد کا اعلان حقیقت میں نسلِ انسانی کا ان غموں دکھوں اور مصائب سے نجات کا اعلان ہے۔

جاگ! بیمار زمیں
جاگ بیمار پریشان زمیں
جاگ بیمار پریشان خطاکار زمیں
ظلمتِ وقت کی پامال زمیں
عہدِ فُرقت سے دل افگار زمیں
جاگ !
جاگ اور دیکھ مُجھے

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۶۹۔۲۶۸)

احیا شہر سے گذری
احیا شہر کے ہر کوچہ وبازار سے گذری
احیا اپنے زمانے کے در و بام سے گذری
اک خبر عام ہوئی۔۔۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ختم دُنیا سے پریشانیِ آلام ہوئی !
اُس نے پتوّں سے کہا
اُس نے پھُولوں سے کہا
اس نے شاخوں کے پرندوں سے کہا
روشنی خواب میں پاؤ گے تو پہچانو گے
اپنے آئینے کی صورت میں مجھے جانو گے !
آلِ آدم نے کہا ہست کی صورت ہے بہشت
اپنی اولاد کی اولاد کی قسمت ہے بہشت
رسمِ انسان کی حِکمت ہے بہشت
ہر نئی صبح کی قیمت ہے بہشت
روشنی خُلد کے انداز میں اب اُتری ہے
ایسی تقدیر زمانے کی گذر گاہ سے کب گذری ہے ؟

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۷۳،۲۷۳)

"احیا" کا شہر وفا سے گزرنے کا یہ انداز لوگوں کو اس طرح پسند آتا ہے کہ آلِ آدم کی نئی نسل کے بچے اس کو خوش آمدید کہتے ہیں اور پھول، تتلیاں اور پتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ پھر اس طویل نظم "باغِ دنیا" سے ایک آواز یوں رخصت ہوتی ہے۔

آئی ہوا سے موسم کی خوشبو
بُلبُل، گُل وخار، ناقد وآہو۔۔۔
گردش میں اک ہم، گردش میں اک تُو
محمل بہ محمل، چہرہ بہ چہرہ
قربان لیلیٰ!
قربان لیلیٰ !

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تری نشانی قاصد پرندے

ہم اہلِ دُنیا۔۔۔

باغِ جہاں میں کھلتے ہیں کیا کیا تیرے اِرادے

تیرے قدم کی بخشش میں شامل آبادرَستے

کہتے ہیں کب سے

منزل بہ منزل، صحرا بہ صحرا

قربان لیلیٰ! قربان لیلیٰ !

قربان لیلیٰ !

(باغِ دنیا / جیلانی کامران کی نظمیں، ص:۲۷۵، ۲۷۶)

جیلانی کامران بڑے خوبصورت انداز سے "احیا" کی کہانی "باغِ دنیا" میں مکمل کرتے ہیں۔ "احیا" جو شاعر کا تخیلاتی علامتی کردار ہے جس کے ذریعے ایران کے انقلاب کی پوری حکایت کو ایک فنکارانہ اور منفرد انداز میں بیان کیا ہے اس نظم میں "احیا" حقیقت میں اسلامی نشاۃ الثانیہ کا ایک علامتی کردار و نام ہے جو اسلام کے احیا کی نمائندگی کرتا ہے۔

"اس نظم کے بارے میں یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ جن رویوں کو اس نظم کی تشکیل کے لیے استعمال کیا گیا ہے، ان میں اس تجربے کی نفی کی گئی ہے جو عموماً شخصی واردات سے رونما ہوتا ہے اور اپنے ارد گرد کی دنیا کو اپنے شخصی احساس کا مرکز بناتا ہے۔ ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ ہماری دنیا کو کسی بدلے ہوئے تجربے کی ضرورت ہے اور ہمارے اَدب میں اس رجحان کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔"(۱۴)

حوالہ جات

۱۔ قرشی، علی محمد، "ضیا جالندھری: شخصیت اور فن" اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد ۲۰۰۷ء، ص:۸۵

۲۔ شمس الرحمن فاروقی، "طویل نظم، مختصر نظم" مشمولہ، ماہنامہ، "اوراق"، اپریل ۱۹۸۴ء، ص:۵۴

۳۔ جیلانی کامران "باغِ دنیا"، "ابتدائی کلمات" مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص:۲

۴۔ غوری، محمد اظہر سے مقالہ نگار کا ایک انٹرویو، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء، لاہور

۵۔ ضیاء الحسن، ڈاکٹر سے مقالہ نگار کا ایک انٹرویو، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء، لاہور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۶۔ آفاقی، محمد یٰسین، "جدید اُردو نظم میں ہیئت کے تجربے" مجلس ترقی ادب، لاہور ۲۰۱۹ء، ص:۳۹۸

۷۔ غوری، محمد اظہر سے مقالہ نگار کا ایک انٹرویو، ۱۵ اکتوبر، ۲۰۱۹ء، لاہور

۸۔ انیس ناگی، ڈاکٹر، ماہنامہ، "دانشور" مارچ ۲۰۰۳ء، ص:۱۸

۹۔ رشید نثار، ڈاکٹر، "پروفیسر جیلانی کامران" نوائے وقت (سنڈے میگزین)، لاہور، ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء، لاہور

۱۰۔ جیلانی کامران "نئے لکھنے والوں سے میری ملاقات" مشمولہ، "نئی شاعری" (مرتبہ، افتخار جالب) نئی مطبوعات ۱۹۶۶ء، لاہور، ص:۱۲۷

۱۱۔ خواجہ، محمد زکریا، ڈاکٹر، سے مقالہ نگار کا ایک انٹرویو، ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۹ء لاہور

۱۲۔ غوری، محمد اظہر سے مقالہ نگار کا ایک انٹرویو، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء، لاہور

۱۳۔ انیس ناگی، ڈاکٹر، ماہنامہ، "دانشور"، ص:۱۸

۱۴۔ جیلانی کامران، "باغِ دنیا"، ابتدائی کلمات، ص:۲